پہلی بات

اسق حدیقۃ فلان

ہاتف غیبی کی صدا

بددعا حور عین کی

صبح کا بھولا

قرآن کی تاثیر

حمد باری تعالیٰ

میرے مالک تو جب چاہے کسی کو کیا سے کیا کر دے

میرے اللہ میرے مولیٰ میرے اللہ میرے مولیٰ

جسے تو گھیر لے اس کو چھڑا سکتا نہیں کوئی

اسے پھر کون پکڑے جسے مولیٰ تو رہا کر دے

میرے مالک تو جب چاہے کسی کو دیا کر دے

میرے اللہ کی رحمت اور عنایت دیکھئے ارشد

کہ موسیٰ لینے جائے آگ پر پیمبری عطا کر دے

میرے مالک تو جب چاہے کسی کو کیا سے کیا کر دے

میرے اللہ میرے مولیٰ میرے اللہ میرے مولیٰ

کبھی تو بادشاہوں سے منگائے بھیک در در کی

کبھی اک مصر کا قیدی مصر کا بادشاہ کر دے

اقتباس: حنظلہ حقانی لاہور

عورت

سائرہ بتول

وہ جو خالق بھی ہے ،مالک بھی ہے، معبود بھی ہے
وہ جو رازق بھی ہے، ہادی بھی ہے،مسجود بھی ہے
اپنے بندوں کو وہ جنّت کی خبر دیتا ہے
شامِ ظلمات کی قسمت میں سحر دیتا ہے
اُس نے ہر گھر میں بھی جنّت کا وسیلہ بھیجا
اپنے بندوں کے لیئے خلد کا نقشہ بھیجا
جس کی آغوش میں نبیّوں نے بھی کھولیں آنکھیں
دیکھ کے جس کو ستاروں نے جھکا لیں آنکھیں
وہ جو ماں ہے تو دعاؤں کی ردا ہو جیسے
وہ جو بیوی ہے تو ساون کی گھٹا ہو جیسے
وہ بہن ہے تو محبّت کی صدا ہو جیسے
وہ جو بیٹی ہے تو جینے کی دعا ہو جیسے
نسلِ آدم کی امیں بھی تو یہی عورت ہے
روزِ فردا کا یقیں بھی تو یہی عورت ہے
اس نے قوموں کو زمانے میں بقاء بخشی ہے
اس نے ہر دور کی ظلمت کو ضیاء بخشی ہے
اس کو اسلام نے عصمت کی ردا بخشی ہے
میرے معبود نے خود اس کو حیا بخشی ہے
اس کی توقیر زمانے کو بھی کرنی ہو گی
اس کو خود اپنی یہ تقدیر بدلنی ہو گی
زیورِ شرم و حیا سے ہی سنورنا ہو گا
اس کو خود وادیٔ ظلمت سے نکلنا ہو گا

استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)
ماہنامہ لاہور
بنات اہل السنۃ
جلد نمبر1 جنوری 2010ء شمارہ نمبر1
مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم
زیر سرپرستی
عارف باللہ
حکیم شاہ محمد اختر
دامت برکاتہم
معاون مدیر
عابد جمشید رانا
ایم ۔ فل پنجاب یونیورسٹی
حافظ محمد کلیم اللہ
ترسیل کار
محمد علی ڈیروی
سالانہ زرتعاون
180 روپے
قیمت فی شمارہ
15 روپے
Fax no:04235824443
خط وکتابت: ماہنامہ بنات اہل السنۃ جامعہ حقانیہ نزد پیکجیز وفیکٹری قینچی امرسدھو لاہور
ہدیہ
From
مِن
To
اِلیٰ

ایک نظر میں

درس قرآن

تمسخر بری بات ہے:

قال اللہ تعالیٰ: یاایھا الذین اٰمنوا لایسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیراً منھم ولانساء من نساء عسیٰ ان یکن خیراً منھن (القرآن)

ترجمہ: اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو اور نہ عورتیں ایک دوسرے کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑایا جارہا ہے) ان (مذاق اڑانے والیوں سے) بہتر ہوں۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتلایا ہے کہ کوئی قوم کسی دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے کہ تم فلاں ہو اور میں فلاں قوم سے ہوں یہ نسلی برتری اور قومی عصبیت کے خاتمے کے لیے آئی یہاں کسی کا اونچی قوم سے ہونا ہی اس کے لیے باعث شرف وعزت نہیں بلکہ اسلام کہتا ہے کہ "ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" اللہ کے ہاں عزت والا وہ ہے جو خدا سے جتنا ڈرتا ہے اسی آیت میں عورت کے لیے بھی خصوصی طور پر کہا گیا کہ ایک دوسرے کا ٹھٹھہ اور ایسا مذاق نہ اڑائیں کہ جس سے ان کی دل شکنی ہو اور خود بھی اس تعلّی اور فخر میں نہ رہیں کہ میں فلاں ہوں اور تو مجھ سے کم ہے، چونکہ عورت میں خودنمائی اور قومیت کا عنصر غالب ہوتا ہے اس لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے عام حکم کے بعد خاص طور پر عورت کو مخاطب کیا اس میں ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ قومی اور نسلی فخر میں مبتلا نہ رہیں بلکہ عبادت میں لگی رہیں۔ اللہ اپنے قرآن پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین یارب العالمین)

درس حدیث

بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے بارے میں میری وصیت مانو (یعنی میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ) اللہ کی ان بندیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

(بخاری ومسلم)

اس حدیث مبارکہ میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بابت اپنی امت کو وصیت فرمائی ہے کہ تم اپنی عورتوں کے ساتھ جو کہ تمہاری کفالت میں ہیں حسن سلوک کرو اس لیے کہ عورت فطری طور پر مرد سے کمزور ہے لہٰذا زیادہ عقل اور زیادہ صبر وقوت رکھنے والے مرد کو تحمل اور عفو ودرگزر سے کام لیتے ہوئے۔

ان کے ساتھ حسن سلوک کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس وصیت اور تاکید میں خوش گوار زندگی کا راز چھپا ہوا ہے۔ جو لوگ اس کے برعکس عورت کے ساتھ بے رحمانہ اور متشددانہ رویہ اختیار کرتے اور سوچتے ہیں کہ اس طرح وہ اسے سیدھا کرلیں گے۔ وہ خام خیالی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور ان کا گھر جہنم کدہ بنا رہتا ہے یا پھر (طلاق کی وجہ سے) اجڑ جاتا ہے اور اگر بچے بھی ہوں تو ان کی زندگیاں الگ برباد ہوجاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے مبارک فرامین پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

(آمین بجاہ النبی الکریم)

(اداریہ)

پہلی بات

مدیر کے قلم سے

یہ سب کچھ جو آپ دیکھ رہی ہیں......دنیا کی نیرنگیاں، زرق برق ملبوسات خوب صورت محلات ، ماڈرن بنگلے، کانچ کے برتن ، رنگا رنگ تقریبات، جشن کے نام پر خوشیاں، غم غلط کرنے کے لیے مئے نوشی مینا و جام و سبو، حسن کے مقابلے، نام و نمود، شہرت، غیر فطری مزین راستے، غلط خطوط پر منصوبہ بندیاں، پھیکی مسکراہٹیں، کھوکھلے دعوے، بے حیثیت باتیں، جھوٹی محبتیں وغیرہ۔ یہ کوئی نئی بات تھوڑی ہے یہ تو اسلام کے پہلے بہت پہلے معاشرہ کا قانون اور دستور تھیں۔

اس دور میں عورت کا وجود محض ایک کھلونے کے اور کچھ بھی نہیں تھا عورت معاشرہ میں نہ صرف یہ کہ مظلوم تھی بلکہ سماجی و معاشرتی عزت و توقیر اور ادب و احترام سے بھی محروم تھی۔ عورت کا وجود دلہن کے سفید ماتھے پر سیاہ جھومر کے مترادف تھا۔ یونانی، ایرانی تہذیبیں اور رومانی ثقافتیں اس کو ثانوی حیثیت دینے کے لیے بھی تیار نہ تھیں۔

یہی وجہ تھی کہ یونانی فلاسفوں نے عورت کو ''شجرہ مسمومہ'' یعنی ایک زہر آلود درخت قرار دے کر عام خیال میں مرد سے کئی گنا زیادہ معیوب، بدکردار، آوارہ اور ترش و تلخ گوباور کیا۔ رومی تہذیب نے عورت کا کیا مقام بتلایا ہے ہسٹری کی بکس میں آج بھی دھندلے سے الفاظ گلکاریاں کررہے ہیں کہ ''عورت کے لیے کوئی روح نہیں بلکہ عذابوں کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔'' فارسی تمدن بھی اس سے ملتا جلتا تھا اس میں بھی عورت کی وہی زبوں حالی تھی۔

بہنو! ہندی معاشرہ تو آپ سے دور نہیں ویدوں کے احکام کے مطابق: ''عورت مذہبی کتاب کو چھو بھی نہیں سکتی۔'' ویسٹر مارک ہندی معاشرے کی منظرکشی اپنی کتاب waves of the history of hindus میں یوں کرتا ہے: اگر کوئی عورت کسی متبرک بت کو چھولے تو

اس بت کی الوہیت اور تقدس تباہ ہو جاتا ہے لہٰذا اس کو پھینک دینا چاہیے۔''

عیسائی تصورات اور نظریات عورت کے بارے میں کیا تھے؟ ایک جھلک دیکھیے :

''576ء میں فرانسیسیوں نے ایک کانفرنس بلوائی جس میں پوپ اور بڑے بڑے پادریوں نے شرکت کی، کانفرس کے انعقاد کا سبب یہ سوال تھا کہ ''عورت میں روح ہے یا نہیں'' اسی کانفرس میں ایک پادری نے تو یہاں تک کہہ ڈالا کہ ''عورت کا شمار بنی نوع انسانی میں بھی نہیں بالآخر کانفرنس اس نتیجے تک جا پہنچی کہ ''عورت صنفِ انسانی سے تعلق رکھتی ہے مگر صرف دنیاوی زندگی میں مرد کی خدمت کرنے کے لیے روزِ آخرت تمام عورتیں غیر جنس جانداروں کی اشکال میں ظہور پذیر ہونگی

لیکن جب اسلام آیا اور ہدایت کا نیر تاباں جلوہ فگن ہوا، قرآن کا آفتاب عالم تاب چمکا تو یونانی تہذیب سے لے کر نصرانی ثقافت تک تمام کلچر اور تمام تہذیبیں پاش پاش ہوگئیں سارے تمدن دھڑام سے نیچے آگرے۔ اسلام ساری انسانیت کے لیے احترام کا دستور لایا عورت کو وہ مقام بخشا کہ جس کی مثال کسی مذہب اور کسی دین میں نہیں ملتی حتی کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''بیٹی، بیٹی ہوتی ہے خواہ کافر کی بھی کیوں نہ ہو۔'' توقیر عورت کے لیے سب سے بڑا اعزاز ہے اسلام نے آکر عورت کو بے جا غلامی، ذلت اور ہتک آمیز رویوں سے نجات دی اسلام صنف نازک کے لیے نوید صبح بن کر آیا اور عورت کے لیے احترام کا پیامبر ثابت ہوا اب اگر یہی عورت اگر ماں بن جائے تو اس کے قدموں میں جنت کو لا کر بسا دیا بیٹی ہو تو نعمت عظمیٰ اگر رشتہ بہن کا ہو تو احترام کا پیکر اور اہلیہ ہو تو اس کو جنت کی حوروں کی بھی سردار قرار دیا۔

بات دور نہ چلی جائے مختصراً یہ کہ اسلام نے عورت کو وقار بخشا، عزت بخشی، حیا بخشی، شرف بخشا۔ اب ہمارے لیے دو راستے ہیں ایک خدا کی لازوال نعمتوں کا، خوشیوں کا، مسرتوں کا اور دوسرا اس کے برعکس قیامت کے دن کچھ چہرے خوب حسین تر ہونگے، چمکدار ہوں گے، ہنستے مسکراتے ہوں گے آپ ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ یہ چمکدار چہرے والے ''اھل السنۃ'' ہونگے۔

تو اے بناتِ اہل السنہ! تمہیں پھر وہی بھولا سبق یاد کرنا ہوگا جس کو پڑھ کر تم فضل وکمال کے اوجِ ثریا تک جا پہنچو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ازواج مطہرات اور بنات رسول ﷺ کے نقش قدم پر چلنے اور امت کی عظمت رفتہ کی بحالی میں اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اس رسالے کو سامنے لانے کا مقصد اسلام کی بیٹیوں کے اخلاق واعمال اور عقائد کی اصلاح اور آنے والی نسلوں کی تربیت کے لیے ان کو تیار کرنا اور ان کو اس عظیم ذمہ داری کا احساس دلانا ہے جو خلاق عالم نے ازل سے ان کی تقدیر میں لکھ دی تھی۔ اے بنات اہل السنۃ! اس عظیم مقصد کو آگے بڑھانے اور گھر گھر تک اس آواز کو پہنچانے کے لیے ہم سب کو مل کر اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ ماہنامہ بنات اہل السنۃ کی پوری ٹیم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا اور اس کے پیغام کو ہر مسلمان بہن تک پہنچانے کی لیے ہمہ وقت تیار رہنا اور جو بن پڑے اس سے دریغ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی وناصر ہو۔

والسلام

امام غزالیؒ نے فرمایا!

امام غزالیؒ اپنی کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ "بچہ جب کوئی اچھا کارنامہ انجام دے یا عمدہ اخلاق ظاہر کرے تو مناسب یہ ہے کہ اس پر اس کو شاباش دی جائے اور اس کو ایسا انعام دیا جائے جس سے وہ خوش ہو جائے اور اچھے اخلاق اور عمدہ افعال پر اس کو ابھارنے کے لیے لوگوں کے سامنے اس کی تعریف بھی کر دی جائے

جہنم سے آڑ

مسز مجتبیٰ، لیہ

عرب کی تپتی دوپہر میں دو بچیوں کو ساتھ لیے بھوک کی ستائی ہوئی ماں نے ایک جگہ رک کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی: کون؟ ماں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا: ضرورت مند ہوں۔ جواب آیا اندر آجاؤ۔

ماں اپنے بچوں کے ساتھ لیتے ہوئے اندر داخل ہوئی شاید وہ سمجھ رہی ہوگی کہ چونکہ شاہ عرب کا گھر ہے تو یہاں ہر چیز کی فراوانی ہوگی چشم خدم ہونگے مختلف الانواع کھانے میسر ہوں گے لیکن جب دروازہ کھلا تو معلوم ہوا کہ یہاں تو "الفقر فخری'' کا راج ہے۔

ماں نے خاتون خانہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ امی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بی بی اس وقت میرے پاس سوائے ایک کھجور کے اور کچھ نہیں اور پھر وہ کھجور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس عورت کو دے دی۔ عورت نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور ایک ایک ٹکڑا اپنی دونوں بچیوں کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ماں باوجود یکہ بھوک کی ماری ہوئی تھی لیکن خود کچھ نہیں کھایا بلکہ جو کچھ ملا اپنی اولاد کو دے دیا۔

کچھ دیر بعد وہ عورت وہاں چل دی اور بچیاں بھی اس کے ساتھ ہولیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سارا واقعہ آپ ﷺ کو سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو دو بچیوں کی پرورش کی نوبت آئے اور ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ کرے تو یہ بچیاں اس کو جہنم سے بچانے کے لئے آڑ (پردہ) بن جائیں گی۔

بددعا حورعین کی

حرا افضل، پشاور

حورعین جنت کی حوروں میں سے سب سے ممتاز اور خوبصورت ترین ہے۔ سب حوروں کی سردار ہے، نخرے غمزے میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ یہ حورعین ایک عورت کو بددعا دیتی ہے؛ بھلا کیوں؟؟؟

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جب کوئی عورت اپنے (مسلمان) شوہر کو ستاتی ہے تو حورعین میں سے جو اس کی بیوی ہے وہ کہتی ہے: اے دنیا کی عورت! اسے تکلیف مت دے؛ خدا تیرا برا کرے؛ یہ تو تیرے پاس چند دنوں کا مہمان ہے عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آ پہنچے گا۔

(ترمذی۔ابن ماجہ)

جب جھگڑالو عورت اپنے شوہر کو طرح طرح سے ستاتی ہے اس کو ذہنی ٹینشن میں مبتلا کرتی ہے اس کو بھری مجلس میں سخت سست وغیرہ کہتی ہے ہر بات پر اس کو کوستی ہے تو جنت کی حور اس جھگڑالو عورت کو جنت سے خبردار کر رہی ہوتی ہے روک رہی ہوتی ہے اور اسے کہہ رہی ہوتی ہے ''قاتلک اللہ'' کہ اللہ کی تجھ پر مار ہو، اسے تنگ نہ کر۔

میری بہنو! اگرچہ حورعین کے الفاظ تو یہ عورت براہ راست نہیں سن رہی ہوتی لیکن اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ صادق و مصدوق پیغمبر ﷺ نے اس عورت کو حورعین کا پیغام پہنچا دیا ہے۔

آپ خود اندازہ لگائیں جب بددعا حورعین کردے تو پھر اس کی قبولیت میں کیا کمی رہ جاتی ہے؟ یہ ہمارے لیے ٹھنڈے دل سے سوچنے کی بات ہے کہ میری ذرا سے تیز مزاجی سے جنت سے حورعین مجھے بددعا دے رہی ہے۔ کیوں نا میں خود کو ذرا سنبھال لوں اور تیز مزاجی کو ترک

کردوں۔

مذکورہ فرمان رسول ﷺ سے جہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عورت اپنے شوہر کو نہ تو ستائے اور نہ ہی اس سے لڑے جھگڑے وہاں یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ گھریلو زندگی کا پر امن ہونا بہت ضروری ہے اور اس کا اچھا اثر نئی نسل تک منتقل ہوتا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر

اہلیہ نعیم خان

آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ،حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ اور حضرت عائشہؓ کی سوتیلی بہن ہیں۔مشہور صحابیات میں سے ہیں،شروع ہی میں مسلمان ہوگئی تھیں۔روایات میں آتا ہے کہ آپ سترہ لوگوں کے بعد مسلمان ہوئی تھیں۔ہجرت سے ستائیس سال پہلے پیدا ہوئیں۔اور جب حضور اقدس ﷺ اور حضرت ابوبکر ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ گئے تو حضرت زید وغیرہ کو بھیجا گیا کہ ان دونوں حضرات کے اہل وعیال کو لے آئیں۔ان کے ساتھ ہی حضرت اسماء بھی چلی آئیں۔جب قبا میں پہنچیں تو عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے اور ہجرت کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلی پیدائش انہی کی ہوئی۔

اس زمانہ کی عام غربت ،تنگ دستی فقر وفاقہ مشہور ومعروف ہے اوراس کے ساتھ ہی اس زمانہ کی ہمت، جفاکشی، بہادری اور جرأت ضرب المثل ہیں۔بخاری شریف میں حضرت اسماء کا طرز زندگی خود ان کی زبانی نقل کیا گیا ہے۔فرماتی ہیں کہ جب میرا نکاح زبیر سے ہوا تو ان کے پاس نہ مال تھا نہ جائداد، نہ کوئی خادم کام کرنے والا، نہ کوئی اور چیز۔ایک اونٹ پانی لادکر لانے والا اور ایک گھوڑا۔میں ہی اونٹ کے لیے گھاس وغیرہ لاتی تھی اور کھجور کی گٹھلیاں کوٹ کر دانہ کے طور پر کھلاتی تھی۔

میں خود پانی بھر کر لاتی اور پانی کا ڈول پھٹ جاتا تو اس کو آپ ہی سیتی تھی اور خود ہی گھوڑے کی ساری خدمت گھاس دانہ وغیرہ کرتی تھی اور گھر کا سارا کام کاج بھی انجام دیتی تھی مگر ان سب کاموں میں گھوڑے کی خبر گیری اور خدمت میرے لئے زیادہ مشقت کی چیز تھی۔روٹی البتہ مجھے اچھی طرح پکانا نہیں آتی تھی تو میں آٹا گوندھ کر اپنے پڑوس کی انصار عورتوں کے یہاں لے جاتی۔وہ بڑی اچھی عورتیں تھیں میری روٹی بھی پکا دیتی تھیں۔

حضور ﷺ نے مدینہ پہنچنے پر زبیر کو ایک زمین جاگیر کے طور پر دے دی جو دو میل کے قریب تھی میں وہاں سے اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں لادکر لایا کرتی تھی۔میں ایک مرتبہ اسی طرح آرہی تھی اور گٹھڑی میرے سر پر تھی کہ راستہ میں حضور ﷺ مل گئے۔آپ ﷺ اونٹ پر تشریف لارہے تھے اور انصار کی ایک جماعت ساتھ تھی۔حضور ﷺ نے مجھے دیکھ کر اونٹ ٹھیرایا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تاکہ میں اس پر سوار ہوجاؤں۔مجھے مردوں کے ساتھ جاتے ہوئے شرم آئی اور یہ بھی خیال آیا کہ زبیر کو غیرت بہت ہی زیادہ ہے ان کو بھی یہ ناگوار ہوگا۔حضور اقدس ﷺ میرے انداز سے سمجھ گئے کہ مجھے اس پر بیٹھتے ہوئے شرم آتی ہے۔حضور ﷺ تشریف لے گئے، میں گھر آئی اور زبیر کو قصہ سنایا کہ اس طرح حضور ﷺ ملے اور یہ ارشاد فرمایا مگر مجھے شرم آئی اور آپ کی غیرت کا خیال بھی آیا۔زبیر نے کہا کہ خدا کی قسم تمہارا گٹھلیاں سر پر رکھ کر لانا میرے لئے اس بہت زیادہ گراں ہے (مگر مجبوری یہ تھی کہ یہ حضرات خود تو زیادہ تر جہاد میں اور دین کے دوسرے امور میں مشغول رہتے تھے اس لئے گھر کے کاروبار عام طور پر عورتوں ہی کو کرنا پڑتے تھے)اس کے بعد میرے باپ حضرت ابوبکر نے ایک خادم جو حضور ﷺ نے ان کو دیا تھا میرے پاس بھیج دیا۔اسکی وجہ سے گھوڑے کی خدمت سے مجھے خلاصی ملی، گویا میں بڑی قید سے آزاد ہوگئی۔

عرب کا دستور پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے کہ کھجور کی گٹھلیاں کوٹ کر یا چکی میں دل کر پھر پانی میں بھگو کر جانوروں کو دانہ کے طور پر کھلاتے ہیں۔

حسن تدبیر کی عمدہ مثال:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت فرما کر تشریف لے جارہے تھے تو اس خیال سے کہ نہ معلوم راستہ میں کیا ضرورت درپیش ہو کہ حضور ﷺ بھی ساتھ تھے۔اس لیے جو کچھ مال اس وقت موجود تھا جس کی مقدار پانچ چھ ہزار درہم تھی وہ سب ساتھ لے گئے تھے۔ان حضرات کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابوبکر کے والد ابوقحافہ جو نابینا ہوگئے تھے اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، پوتیوں کے پاس تسلی کے لئے آئے اور افسوس سے کہنے لگے کہ میرا خیال ہے کہ

ابوبکر نے اپنے جانے کا صدمہ بھی تم کو پہنچایا اور مال بھی شاید سب لے گیا کہ یہ دوسری مشقت تم پر ڈالی۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں میں نے کہا دادا ابا وہ تو بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ یہ کہہ کر میں نے چھوٹی پتھریاں جمع کر کے گھر کے اس طاق میں بھر دیں جس میں حضرت ابوبکر کے درہم پڑے رہتے تھے اور ان پر ایک کپڑا ڈال کر دادا کا ہاتھ اس کپڑے پر رکھ دیا جس سے انہوں نے یہ اندازہ کیا کہ یہ درہم بھرے ہوئے ہیں۔ کہنے لگے:

خیر! یہ اس نے اچھا کیا تمہارے گزارہ کی صورت اس میں ہو جائے گی۔

حضرت اسماء کہتی ہیں کہ خدا کی قسم کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا مگر میں نے دادا کی تسلی کے لئے یہ صورت اختیار کی کہ ان کو اس کا صدمہ نہ ہو۔

یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ دادا سے زیادہ ان لڑکیوں کو صدمہ ہونا چاہیے تھا اور جتنی بھی شکایت اس وقت دادا کے سامنے کرتیں درست تھا کہ اس وقت کا ظاہری سہارا وہ مال ہی تھا جو حضرت صدیق اکبر ساتھ لے گئے تھے۔ ایک تو باپ کی جدائی دوسرے گزارہ کی کوئی ظاہری صورت ظاہر نہیں۔ پھر مکہ والے عام طور سے دشمن اور بے تعلق، مگر اللہ نے ایک ایک ادا ان سب حضرات کو؛ مرد ہوں یا عورت؛ ایسی عطا فرمائی تھی کہ رشک آنے کے سواء اور کچھ بھی نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اول میں نہایت مالدار اور بہت بڑے تاجر تھے لیکن اسلام کی اور اللہ کی راہ میں یہاں تک خرچ فرمایا کہ غزوہ تبوک میں جو کچھ گھر میں تھا لا کر آنجناب ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر کر دیا۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر کے مال نے، میں ہر شخص کے احسانات کا بدلہ دے چکا ہوں مگر ابوبکرؓ کے احسانات کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی دیں گے۔

سخاوت و دریا دلی:

حضرت اسماء بڑی سخی تھیں اول جو کچھ خرچ کرتی تھیں اندازہ سے ناپ تول کر خرچ

کرتی تھی مگر جب حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ باندھ کر نہ رکھا کر اور حساب نہ لگایا کر جتنا بھی قدرت میں ہو خرچ کر لیا کر۔ تو پھر خوب خرچ کرنے لگیں اپنی بیٹیوں اور گھر کی عورتوں کو نصیحت کیا کرتی تھیں کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے اور صدقہ کرنے میں ضرورت سے زیادہ ہونے اور بچنے کا انتظار نہ کیا کرو کہ اگر ضرورت سے زیادتی کا انتظار کرتی رہو گی تو یہ تو کبھی ہونے کا نہیں (کہ ضرورت خود بخود بڑھتی رہتی ہے) اور اگر صدقہ کرتی رہو گی تو صدقہ میں خرچ کر دینے سے نقصان میں نہ رہو گی۔

ان حضرات کے پاس جتنی تنگی اور ناداری تھی اتنی ہی صدقہ وخیرات اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی گنجائش اور وسعت تھی آج کل مسلمانوں میں افلاس وتنگی کی عام شکایت ہے مگر شاید ہی کوئی ایسا فرد ملے جو پیٹ پر پتھر باندھ کر گزر کرتا ہو یا اس پر کئی کئی دن کا مسلسل فاقہ ہوتا ہو۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کو بہت کم لوگ تیار ہوتے ہیں۔

ایمانی دیکھ بھال

ایک دانا کا قول ہے کہ............

بچے کے گھریلو اور اسکول و مدرسہ کے ماحول کی ہر لحاظ سے دیکھ بھال رکھیں اس بات پر نگاہ رکھیں کہ اس کے خیالات ملحدانہ اور لادینی پر مبنی نہ بن جائیں ہر ایسی کتاب اور رسالہ وغیرہ اور ایسے ہم نشینوں سے بچہ کو علیحدہ رکھیں جن کے عقائد وافکار دین حق سے متصادم یا متضاد ہوں۔

کون اپنی جنت بچائے گا؟

ام محمد رانا

اے سلمٰی تو ہوتی کون ہے...... میرے وقاص کے کپڑوں پر...... ہائے کرنے والی...... تو مجھے یہ تو بتا...... میں نے کبھی تیرے گھر جا کر...... تیرے آٹھ بیٹوں پہ...... کبھی ہائے کی ہے...... تو کیوں میرے بچے...... کے کپڑے دیکھ کر جل گئی...... تو ہے ہی ایسی...... تیری نظر سے تو پتھر پھٹ جائے...... یہ تو پھر میرے وقاص کے کپڑے تھے...... ہائے...... میں نے کتنی محنت سے...... مل مل کر...... دودھ جیسی سفیدی لائی تھی...... کہ میرا چاند ان کپڑوں میں...... چاند کو بھی مات کرتا ہے...... اور تو نے...... ہائے اتنے سفید کپڑے کس کے ہیں...... کہا اور جھٹ رسی ٹوٹ گئی...... کپڑے مٹی میں بھر گئے...... تو پتہ نہیں کہاں سے آ جاتی ہے...... کالی زبان والی...... میں اپنے بیٹے کو اپنے سینے...... میں چھپا لوں...... میرا بس چلے تو...... میں اپنے وقاص کی پرچھائی پر...... بھی اپنی جان وار دوں...... میں تو کبھی اس کی پرانی چیز...... بھی نہیں پھینکتی...... اسے بھی سنبھال کر رکھتی ہوں...... کہ اس کو میرے وقاص...... نے استعمال کیا ہے۔

☆☆☆☆

آج عرصے بعد جب مجھے پتہ چلا کہ وقاص کو اللہ نے تیسرے بیٹے سے نوازا ہے تو میرا دل خوشی اور دکھ کی کیفیت کی تمیز سے قاصر رہا کہ وہ خوش زیادہ ہے یا دکھی؟ خوش تو اس لیے کہ ہمارے کزن وقاص کو اللہ تعالیٰ نے تیسرا بیٹا دیا ہے۔ مال و دولت کے معاملے میں بھی وقاص قسمت کا بہت دھنی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرا دکھی دل اس ماں کو یاد کر کے رو رہا تھا جو وقاص کے بچپن میں کسی کا اس کے کپڑوں کو میلی نظر سے دیکھنا بھی گوارا نہ کرتی تھی اور اس کی استعمال شدہ چیزوں اور کپڑوں کو بھی سنبھال سنبھال کر رکھتی تھی، آج وہ دربدر بھٹکتے ہوئے موت کا انتظار کر رہی

تھی اور اپنے پوتوں کا منہ دیکھنے کو ترستے ہوئے زار و قطار رو رہی تھی۔ اسکا قصور صرف یہ تھا کہ یہ وقاص کی ماں تھی اور یہ کہ وہ وقاص کے صدقے واری جاتی تھی۔ اب یہ سادہ لوح بڑھیا وقاص کے گھر میں بھلا کیسے سجتی؟ گھر میں اسکے لیے گنجائش نہ تھی کہ بہو کہتی تھی ساری عمر کا ٹھیکہ ہم نے نہیں اٹھا رکھا۔ بہتیری عمر گذار لی۔ کبھی کہتی بھتیجے بھی تو بیٹے ہوتے ہیں وہاں رہ لے۔ وقاص بیوی کی فرمانبرداری میں کپڑوں کا تھیلا اٹھائے اسے باہر رکھ آیا۔ وقاص کی ماں کے جھریوں زدہ چہرے پر آنسوؤں کی برسات دیکھ کر میرا کلیجہ منہ کو آ رہا تھا۔

میں نے مظلوم ماں کا ہاتھ تھاما اور اپنے گھر لے آئی۔ رات ہم صحن میں بیٹھے تھے کہ وہ اچانک بول اٹھیں ''ماں کے قدموں تلے جنت ہے ناں''؟

میں نے کہا ہاں ماں جی، یہ تو ہمارے نبی ﷺ کا فرمان ہے۔ یہ سننا تھا کہ مظلوم ماما نے میرے گلے میں بانہیں ڈال کر زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ شدت غم سے ان کا سارا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا۔ میں نے ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا کیا ہوا ماں جی؟ تو ماں جی سسک کر بولیں: مجھے وقاص بہت پیارا ہے میں نے ساری عمر اس گھر میں گزاری، مجھے تو ان در و دیوار سے محبت نہیں عشق ہے۔ مجھے تو یہاں کی ہر چیز عزیز ہے، یہاں میرا جگر کا ٹکڑا رہتا ہے مگر وقاص کی بیوی کہتی ہے کہ بڑھیا کا ساری عمر کا ہم نے ٹھیکہ نہیں لیا۔

بیٹا! وقاص جب مجھے بیوی کے کہنے پر مارتا ہے تو میرے دل اللہ کے خوف سے کانپ اٹھتا ہے۔ میں تو اس کے کپڑوں پہ مٹی گوارا نہیں کرتی تھی اب میں یہ کیسے گوارا کروں کہ وہ اپنی آخرت برباد کر لے۔ اگر میں یہاں سے چلی جاؤں گی تو پھر وہ مجھے نہ مار کرے گا تو بیٹی پھر وقاص کو جنت مل جائے گی...... پھر عذاب نہیں ملے گا...... میرے وقاص کو جنت مل جائے گی ناں؟ وہ یہ کہے جا رہی تھیں اور میری آواز سسکیوں سے رندھ گئی۔ میرا دل کہہ رہا تھا کہ وقاص اپنی ماں کی محبت والی جنت کے ساتھ ساتھ آخرت کی جنت کو بھی داؤ پر لگائے جا رہا تھا۔ ادھر میرا دل یہ دہائی رہا تھا کہ آج ایک وقاص کی ماں نے تو وقاص کی جنت بچانے کی اپنی سی کوشش کی مگر کیا کل وقاص کی بیوی اپنے تینوں بیٹوں کی جنت بچا پائے گی؟؟؟

صبح کا بھولا

صبا خان

بہن! ذرا میری بات سنو یہ دیکھو تم نے کریب کا ڈوپٹہ اوڑھ رکھا ہے اور بازار جا رہی ہو۔

امی جان ایک تو آپ اس سر درد کو مدرسے سے اٹھا لائی ہیں کسی وقت بھی چپ نہیں رہتی۔ ہمارا کیا ہر کام ہی غلط ہوتا ہے۔ ہر وقت کی ٹوک میری برداشت سے باہر ہے، انٹر سے آگے گئی نہیں اور پتہ نہیں اپنے آپ کو کیا سمجھتی ہے!!

اب بس بی کرو ایسی بھی بری کیا بات کہہ دی اس نے جو تم چپ کرنے میں ہی نہیں آ رہیں۔ امی نے زنیرہ کی قینچی کی طرح چلتی زبان کو روکنے کے لئے کہا۔

ایک تو امی ہمیشہ اسی کی حمایت کرتی ہیں۔ اس نے غصے سے کہا اور پاؤں پٹختی ہوئی اپنی دوست کے گھر چلی گئی۔

☆☆☆☆

واہ زنیرہ کیا کمال کا سوٹ پہنا ہے تم نے، یہ کس کی خرید ہے؟ ویسے شکر ہے کہ تم ساتھ کا دوپٹی لے آئیں ورنہ میں تو سوچ رہی تھی کہ کہیں بہن جی کے کہنے پر بڑی چادر نہ اوڑھ آئے اور پھر ہمیشہ کی طرح گروپ بی کی کوئی لڑکی دیکھ لیتی تو مذاق اڑاتی۔ نگینہ نے چہکتے ہوئے اسے سراہا تو زنیرہ گویا آپے سے باہر ہی ہوگئی۔

باتیں کرتے ہوئے نہ جانے کب بازار آ گیا

ہیلو! کیسے ہیں عثمان بھائی؟ اس نے دوکان میں داخل ہوتے ہوتے ہی کہا

واہ! زنیرہ بہن آپ آئی ہیں!!

☆☆☆☆

زنیرہ نے لاؤنج میں قدم رکھا ہی تھا کہ اندر سے آتی کسی مقرر کی آواز نے اس کے قدم روک دیئے۔ بڑے پرسوز انداز میں بیان ہو رہا تھا۔ مولانا صاحب فرما رہے تھے: اپنی امت کی خواتین کی بے پردگیوں اور بیبا کیوں کا شکوہ کس کے سامنے لے کر جائیں؟ وہ اتنا ہی سن پائی تھی کہ اس کی آنکھوں میں اپنا اور دوکاندار کا منظر گھوم گیا اور ساتھ ہی اسے اپنی آنکھوں میں نمی محسوس ہوئی۔ آگے بڑھ کر کمرے میں جھانکا تو دیکھا کہ باجی پتہ نہیں کن سوچوں میں گم تھیں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ زنیرہ فوراً سمجھ گئی کہ وجہ میں ہی ہوں۔

اتنے میں ابو کی آواز کام میں پڑی، زنیرہ کہاں ہے؟

وہ اوپر چلی گئی ہے کم بخت، فضول گھوم کر آئی ہے تھکن اتار رہی ہو گی۔ خلاف معمول دادی نے کہا تو وہ سٹپٹا سی گئی

ذرا اور آگے بڑھی تو امی نے پھولے ہوئے منہ سے استقبال کیا۔ اس کے لیے یہ سب کچھ انوکھا اور عجیب تھا۔ وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔ اس نے دیکھا کہ سامنے ٹیبل پر ایک کتاب پڑی ہے۔ جھک کر اٹھایا، نام تھا 'شرعی پردہ' مصنف کا نام تھا 'مفتی رشید احمد'۔ وہ کتاب بھی اس کے لیے کسی بوجھ سے کم نہ تھی۔ ورق الٹتی رہی اور آنسو خود بخود نکل کر اس کے ڈوپٹے میں جذب ہوتے رہے۔ یہ سلسلہ پتہ نہیں کب تک رہتا کہ باجی کھانا لے آئیں۔ زنیرہ نے پلکیں اٹھا کر باجی کی طرف دیکھا، باجی نے جب اس کو شرمندہ شرمندہ سا دیکھا تو باہر جانے لگیں۔

''باجی مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے''۔ زنیرہ کی بھرائی ہوئی آواز نے باجی کے قدم روک لیے۔

''باجی! مم مم........ مجھے معاف کر دیں'' باجی نے لپک کر زنیرہ کو سینے سے لگا لیا۔

''کوئی بات نہیں میری بہن صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ آئے تو سمجھو کہ کچھ گیا ہی نہیں۔

امی ان کی آواز سن کر اندر آئیں تو وہ مسکرا دیں اور کیوں نہ مسکراتیں کہ بہار جنت ان کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

ہاتفِ غیبی کی صدا

محمد کلیم اللہ

بعض باتیں بڑی مقفع مسجع ہونے کے باوجود معنویت سے خالی ہوتی ہیں اور بعض باتیں بالکل سادہ سے الفاظ میں ہوتی ہیں لیکن ان میں وہ تاثیر ہوتی ہے کہ انسان کی زندگی بدل جاتی ہے۔ آپ ﷺ کی ذات اقدس اس قدر شفیق ہے کہ بہت بڑی بات کو باوجود افصح اللسان ہونے کے اتنے عام فہم انداز میں پیش کر دیا کہ اگر ایک ان پڑھ دیہاتی بھی اسے سنے تو گرانی اور بوجھ محسوس نہ کرے۔ ایک ایسی ہی پراثر کہانی مشہور محدث صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے حوالے سے لکھی ہے۔ یہ کہانی بظاہر تو سادہ الفاظ اور سادہ انداز میں ہے لیکن اگر اس کو عمل کی نیت سے پڑھا جائے تو یقیناً انسان کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ بندے کا خدا کے ساتھ تعلق ضرور ہونا چاہیے۔ اور یہ تعلق صرف ان اولیاء کے لیے خاص نہیں جو درس و تدریس اور تعلیم و تربیت پر مامور ہیں بلکہ اگر کوئی کاشت کار بھی اللہ سے اپنا تعلق استوار کر لے اللہ اس کو بھی ایسا نوازتا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک شخص جنگل میں اپنے کسی کام کے سلسلے میں تھا۔ اچانک اس نے ایک بادل کے ٹکڑے سے آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے۔ اس آواز کے ساتھ وہ بادل کا ٹکڑا وہاں سے چلا اور ایک پتھریلی زمین میں جا کر خوب برسا۔ بعدازاں یہ تمام پانی ایک نالے میں جمع ہو کر ایک طرف کو بہہ پڑا۔ وہ شخص بھی اس پانی کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ کچھ آگے جا کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا ہاتھ میں بیلچہ تھامے باغ کو پانی دے رہا ہے۔ اس آنے والے نے باغ والے سے پوچھا کہ اے بندہ خدا! تیرا کیا نام ہے؟ باغ والے نے وہی نام بتایا جو اس شخص نے بادل کے ٹکڑے میں سنا تھا۔ پھر باغ والے نے اس سے پوچھا کہ تو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے بادل کے ٹکڑے سے ایک آواز سنی کہ تیرا نام لے کر

کہا گیا کہ اس کے باغ کو پانی دو، اس لیے میں پانی کے پیچھے پیچھے یہاں تک آیا ہوں۔ اب تو بتلا کہ آخر تو کون سا عمل کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس قدر مقبول ہے؟

باغ والے نے کہا کہ جب تو نے پوچھ لیا ہے تو اب میں تجھ کو بتا ہی دیتا ہوں۔ میں اس زمین کی کل پیداوار کے تین حصے کرتا ہوں ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے نام پر صدقہ کرتا ہوں، ایک اپنے گھر کے لیے رکھ لیتا ہوں اور تیسرا حصہ پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں۔ اللہ کو میری یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ غیب سے میرے باغ کو پانی پلانے کے احکام جاری ہو گئے۔

جادو سے بچاؤ ممکن ہے

جادو کا بہترین علاج قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت میں ہے۔ اس کے علاوہ ظاہر و باطن کی صفائی بھی جادو کے راستے کی مضبوط رکاوٹوں میں سے ہے۔ جادو کے علاج اور توڑ کے سلسلے میں دو باتوں کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔

اولاً: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص صبح کے وقت سات عدد عجوہ کھجوریں کھائے گا اس دن اسے کوئی جادو یا زہر نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ حج یا عمرہ پر جانے والے افراد خاندان یا دوستوں سے الیکٹرانکس یا دیگر اشیاء کی فرمائش کرنے کی بجائے عجوہ کھجوریں منگوائیں اور ہر صبح اس نبوی طریقہ علاج پر عمل کریں۔

ثانیاً: علماء کرام نے قرآن کریم کی کچھ منتخب آیات "منزل" کے نام سے جمع کی ہیں۔ یہ آیات ہر قسم کے جادو، آسیب، سایہ اور دیگر شیطانی و سفلی عملیات کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتی ہیں۔ منزل کے نام سے موسوم یہ مجموعۂ آیات تقریباً ہر اسلامی کتب خانے سے دستیاب ہے، اس کو مستقل طور پر پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یاد رکھیے کہ کبھی بھی دین سے دور اور گمراہ جادوگروں کے جال میں نہ پھنسیے گا، یہ نہ صرف پیسہ بٹورتے ہیں بلکہ دولت ایمانی پر ڈاکہ زنی بھی ان کا وطیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے ہمیں ان گمراہ لوگوں سے محفوظ رکھیں۔

خواب اوران کی تعبیر

مولانا عابد جمشید

مجھے آپ سے اپنے خواب کی تعبیر دریافت کرنی تھی ۔ مجھے اکثر خواب میں سانپ نظر آتے ہیں جو میرا پیچھا کرتے ہیں اور مجھے گھیر لیتے ہیں۔ میں ان سے بچنے کے لیے بھاگتی ہوں مگر پھر بھی وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتے ۔ میں اس خواب کی وجہ سے بہت پریشان رہتی ہوں براہ کرم مجھے تعبیر بتادیں۔(جویریہ سحر، لاہور)

☆ آپ کے خواب سے پتہ چلتا ہے کہ کچھ لوگ آپ سے دشمنی اور حسد رکھتے ہیں اور آپ کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں لیکن ان شاءاللہ وہ اپنے غلط ارادوں میں کامیاب نہیں ہوں گے۔لیکن آپ کو نماز کی پابندی کرنا ہوگی اور دوسرا کام یہ کریں کہ کسی اسلامی کتابوں کی دکان سے'' منزل'' نامی کتابچہ منگوا لیں اور صبح شام پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ تمام شرور وآفات سے آپ کی حفاظت فرمائیں۔

محترم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ میرا تعلق سیالکوٹ سے ہے۔ میرے والد صاحب کی وفات ہو چکی ہے لیکن وہ مجھے کئی مرتبہ خواب میں نظر آئے اور انہوں نے مجھے کھانا کھلایا اور کئی مرتبہ پیسے بھی دیے۔یعنی مجھے کچھ نہ کچھ دیتے رہتے ہیں لیکن کبھی مجھ سے کچھ لیا یا مانگا نہیں ۔اس کے علاوہ خواب میں مجھے نصیحت بھی کرتے رہتے ہیں۔ مجھے اس خواب کی تعبیر بتلادیں۔

(ارم حیدر، سیالکوٹ)

☆ آپ کے والد صاحب مرتے وقت آپ سے خوش تھے اور اب بھی ان کی روح آپ سے خوش ہے مگر آپ کی طرف سے ایصالِ ثواب کے اہتمام میں کمی ہے۔آپ اپنے والد محترم کے حق میں دعاء اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا

فرمائیں۔

محترم مولانا صاحب! میری بیوی نے چند روز قبل خواب دیکھا کہ کھڑکی کی طرف سے ایک سیاہ رنگ کا پرندہ آیا اور اس پر جھپٹا۔ڈر کے مارے میری بیوی کی آنکھ کھل گئی۔اس وقت رات کے دو بج رہے تھے۔ میری بیوی اس خواب کی وجہ سے بہت خوف زدہ ہے، آپ سے درخواست ہے کہ اس خواب کی تعبیر بتادیں۔(محمد کامران، سرگودھا)

☆ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں یہ شیطانی وساوس ہیں۔آپ اپنی بیوی سے کہہ دیں کہ صبح شام آیۃ الکرسی اور معوذتین پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کریں۔رات کو سوتے وقت بھی یہی عمل دہرا لیا کریں، اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں۔

فقیر بادشاہ کی بیٹی

شاہ بن شجاع کرمانیؒ یہ بزرگ بادشاہی چھوڑ کر فقیر ہو گئے تھے ان کی ایک بیٹی تھی ایک بادشاہ نے پیغام دیا مگر انہوں نے منظور نہیں کیا ایک غریب نیک بخت لڑکے کو اچھی طرح نماز پڑھتے دیکھ کر اس کا نکاح کر دیا جب وہ رخصت ہو کر شوہر کے گھر آئیں ایک سوکھی روٹی گھڑے پر ڈھکی ہوئی دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے

لڑکے نے کہا یہ رات بچ گئی تھی روزہ کھولنے کے لیے رکھ لی یہ سن کر وہ الٹے پاؤں ہٹی لڑکے نے کہا میں پہلے ہی جانتا تھا بھلا بادشاہ کی بیٹی میری غریبی پر کب راضی ہوگی وہ بولیں بادشاہ کی بیٹی غریبی پر ناراض نہیں ہے بلکہ اس سے ناراض ہے کہ تم کو خدا پر بھروسہ نہیں ہے اور مجھ کو باپ پر تعجب ہے کہ مجھ سے یوں کہ کہ ایک پارسا جوان ہے بھلا جس کو خدا پر بھروسہ ہو وہ پارسا کیا وہ جو ان عذر کرنے لگا وہ بولیں عذر تو میں جانتی نہیں یا تو گھر میں ہی رہوں گی یا یہ روٹی رہے گی اس جوان نے فوراً روٹی خیرات کر دی اس وقت وہ گھر میں بیٹھیں۔

مسائل کا حل

محمد کلیم اللہ، لیہ

محرم میں شادی؟

سوال: جہاں میں آج کل رہائش پذیر ہوں وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ محرم میں شادی نہیں کرنی چاہیے اس مہینے میں شادی بیاہ وغیرہ ممنوع ہیں۔اگر کسی نے اس مہینے میں شادی کی تو گناہ گار رہوگا ؟(ملیحہ،اسلام آباد)

جواب: آپ کا سوال پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ نے اس مسئلہ کو صرف سنی سنائی پر نہیں رکھا بلکہ اس کا شرعی حل بھی پوچھ کر اپنی تشفی چاہی محترمہ! آپ کو جس نے یہ بات بتلائی ہے وہ اسلامی تعلیمات سے نا آشنا ہے۔شریعت میں کوئی مہینہ بھی ایسا نہیں کہ جس میں شادی کرنا ممنوع ہو۔تو اس مہینے میں شادی کرنے والا بھی گناہ گار نہیں ہوسکتا ہے۔

کیا صفر کا مہینہ منحوس ہے؟

سوال: سنا ہے کہ صفر کا مہینہ منحوس ہوتا ہے بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ابتدائی تیرہ دن منحوس ہوتے ہیں اس کو تیرہ تیزی کہتے ہیں ۔جواب قرآن وسنت کی روشنی میں عنایت فرمائیں ؟(مریم،ایبٹ آباد)

جواب: اللہ آپ کو خوشیوں سے مالا مال فرمائے آپ نے اپنے سوال کی بابت قرآن وسنت کا حکم معلوم کرنا چاہا ہے۔صفر کے مہینے کو منحوس کہنا جاہلیت کی بات ہے کوئی مہینہ بھی منحوس نہیں ہوتا اور خصوصاً صفر کے مہینے کو تو اہل اسلام ''صفر المظفر ''اور'' صفر الخیر'' کے نام سے یاد کرتے ہیں یہ تو کامیابی اور خیر وبرکت والا مہینہ ہے۔باقی تیرہ تیزی والی بات تو ہر مہینے کے متعلق کہی جاسکتی ہے کیونکہ ہر مہینہ کے ابتدائی تیرہ دن ہوتے ہی ہیں۔

چہرے اور بازوؤں کے بال؟

سوال: میرے چہرے پر کافی سارے بال اگ آئے ہیں دیکھنے میں داڑھی سی محسوس ہوتی ہے کیا میں ان کو صاف کرسکتی ہوں؟ اسی طرح میرے بازوؤں پر بھی گھنے بال ہیں کیا میں ان کو بھی صاف کرسکتی ہوں؟ (صدف،فیصل آباد)

جواب: یہ کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے آج کل ایسی کریمیں اور پاؤڈ مارکیٹ میں دستیاب ہیں جن سے یہ زائد بال ختم ہوجاتے ہیں شرعی طور پر ایسے بالوں کو صاف کیا جاسکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسواک حسن خاتمہ کا سبب

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''صلوٰۃ بسواک افضل من سبعین صلوٰۃ بغیر سواک

ترجمہ: مسواک والے وضو سے جو نماز ادا کی جائے گی اس کا ثواب ستر گنا ان نمازوں سے افضل ہوگا جو بغیر مسواک والے وضو سے ادا کی جائیں۔اس کے بے شمار فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مسواک کی سنت پر عمل کرنے سے موت کے وقت کلمہ شہادت نصیب ہوتا ہے

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: ''ومن منافع تذکیر الشھادۃ عندالموت رزقنا اللہ ذالک بمنہ و کرمہ''

ترجمہ: مسواک کی سنت کے منافع سے موت کے وقت کلمہ شہادت کا یاد آنا ہے اللہ ہم سب کو نصیب فرمائیں گے اپنے احسان اور کرم سے (امین)

مسنون طریقہ کیا ہے؟

مسواک پکڑنے کا مسنون طریقہ بحوالہ شامی ج1 ص85 حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ چھنگلیا (چھوٹی انگلی) کو مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھا مسواک کے اوپری حصہ کے نیچے رہے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر رکھے۔(ابن عابدین،شامی ج1 ص85)

نصیحت کا نرالا انداز

خدیجہ جمشید گوجرانوالہ

شیخ جلال الدین کا شمار عراق کے معروف علماء میں ہوتا تھا۔ سلاست بیان، حسن اخلاق اور موعظہ حسنہ کی بنا پر عوام وخواص میں بہت مقبول تھے۔ ایک مرتبہ شیخ بیمار پڑ گئے اور بغرض علاج آپ کو بغداد کے القادسیہ ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ ہسپتال میں آپ کی دیکھ بھال پر جس خاتون ڈاکٹر کو مامور کیا گیا وہ شیخ کے علم، تقویٰ اور حسن اخلاق کی بنا پر ان کی بہت زیادہ تکریم کرتی تھیں اور ان کی خدمت کو اپنے لیے باعث شرف و اختیار سمجھتی تھیں۔ شیخ کے مشاہدہ میں یہ بات آئی کہ اس خاتون ڈاکٹر نے اکثر و بیشتر مغربی لباس زیب تن کیا ہوتا تھا جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ستر پوشی کے تقاضوں پر پوری نہیں اترتا تھا۔ خصوصاً شارٹ سکرٹ کی وجہ سے ٹانگیں برہنہ رہتی تھیں۔ شیخ چاہتے تھے کہ اس خاتون کو اس لباس سے منع کریں لیکن کسی مناسب وقت اور مناسب انداز میں۔ ایک دن وہ خاتون بازار جا رہی تھیں، انہوں نے شیخ سے پوچھا کہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتلایئے تاکہ میں آپ کے لیے لیتی آؤں۔ شیخ نے فرمایا: بیٹا! بکری کی ایک سالم ران لیتی آنا لیکن ایک شرط ہے کہ کسی تھیلی یا شاپنگ بیگ میں ڈال کر نہیں بلکہ سرعام ہاتھ میں تھام کر۔ ڈاکٹر صاحبہ کہنے لگیں: حضرت! میں بکری کی سالم ران تو لے آؤں گی لیکن جس طرح آپ فرما رہے ہیں اس طرح تو میرے لیے ممکن نہیں۔ شیخ نے پوچھا بیٹا کیوں ممکن نہیں؟ کہنے لگیں بغیر کسی تھیلی کے خالی ران کو تھامے دیکھ کر لوگ میرا مذاق اڑائیں گے اور یہ میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔ شیخ نے موقع غنیمت جانا اور فرمانے لگے: بیٹا مسلمان خاتون کی ران بکری کی ران سے کہیں زیادہ چھپائے جانے کے لائق ہے۔ اتنے شفیق اور پر اثر انداز میں کی گئی نصیحت سن کر ڈاکٹر صاحبہ کی آنکھیں نم ہوگئیں۔ انہوں نے شیخ کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے توبہ

کی اور مستقبل میں کبھی بھی غیر شرعی اور مغربی لباس نہ پہننے کا عہد کیا۔ سچ ہے کہ نصیحت اگر مناسب وقت پر مناسب انداز میں کی جائے تو ضرور اثر دکھاتی ہے۔ شیخ جلال الدین کی وفات 2006ء میں بغداد میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر بے پایاں رحمتیں نازل فرمائیں۔

بی بی مرغی پال لو

سرکار میرے لیے دعا کریں میرا شوہر میری طرف توجہ ہی نہیں دیتا کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ وہ میری طرف متوجہ ہو جائے بزرگ نے جواب دیا۔ بی بی مرغی لو، اب وہ بڑی پریشان کہ پیر صاحب کو کیا ہو گیا، کل تک تو خوب سنتے تھے اب اونچا سننے لگے ذرا زور سے چیخ کر کہا حضرت صاحب میرے لیے دعا کیجئے!

میں بہت پریشان ہوں پیر صاحب نے آہستہ سے کہا بی بی میں کہہ رہا ہوں مرغی پال لو اب وہ پریشان کہ آج پیر صاحب کو کیا ہو گیا ہے میں تو ان سے دعا کے لئے کہتی ہوں اور پیر صاحب مرغی پالنے کو کہتے ہیں پھر عرض کیا کہ حضرت میں سمجھی نہیں، آپ ذرا اچھی طرح سمجھا دیں تو پیر صاحب نے فرمایا بی بی صاحبہ ایک قصہ ہے قصہ سے بات خوب سمجھ میں آجائے گی دو گھر قریب قریب تھے ایک امیر گھر تھا کھاتا پیتا اور ایک ذرا غریب گھر تھا بیچ میں ایک دیوار تھی اس دیوار میں ایک کھڑکی تھی تو جب اس غریب گھر میں کوئی مہمان آتا تو غریب گھر والی پڑوس کے گھر منہ ڈال کر کہتی کہ مہمان بے وقت آگئے ہیں کچھ انتظام ممکن نہیں ایک انڈا دیدو تو کام چل جائے گا، ایک بار ہوا دو بار ہوا اور جب بار بار یہ واقعہ پیش آیا تو جل کر کہنے لگی کہ بی بی ہمسائی ایک مرغی پال لو قصہ ختم ہو جائے فرصت ہو جائے گی تو بیگم صاحبہ میں تم سے وہی کہتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ تعلق کر لو اللہ سے دعا کرنا مانگنا سیکھ لو سب مشکلیں آسان ہو جائیں گی۔

قرآن کی تاثیر

ظل ہما، کراچی

جاہلیت کا دور تھا عرب کے بدو اور اعرابی شعر وادب میں مہارت رکھتے تھے انہی میں سے ایک شاعر جس کا نام ''لبید'' تھا۔ اپنے وقت کا بہت بڑا شاعر اور ادیب تھا۔ اہل زبان، اہل ادب اور شعراء اسے اپنے ''امام'' تصور کرتے تھے اور ''ملک الشعراء'' مانتے تھے۔ اس کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے جب ایک دفعہ شعر پڑھا تو ''سوق عکاظ'' میں تمام موجود شعراء نے اسے سجدہ کیا۔

عرب کی ایک رِیت تھی، ایک دستور تھا کہ وہاں جو شاعر غیر معمولی قابلیت کا حامل ہوتا اسے یہ اعزاز ملتا کہ اس کا کلام ریشمی کپڑے پر سونے سے دھاگوں سے لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا جاتا۔ چنانچہ وہاں سات شعراء کا کلام بیت اللہ میں لٹکایا جا چکا تھا انہیں ''سبعہ معلقہ'' کہا جاتا ہے (جو آج بھی وفاق المدارس پاکستان کے نصاب میں شامل ہے) یہ لبید سبعہ معلقہ کا آخری شاعر تھا

آرتھر این ولاسٹن نے اپنی کتاب ''دی سورڈ آف اسلام'' میں اس ''لبید'' کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ آرتھر نے کہا کہ ایک روز لبید نے اپنا تازہ کلام بیت اللہ کے دروازے پر آویزاں کر دیا ایک مسلمان نے چند قرآنی آیات لکھ کر اس کے برابر لگا دیں۔ دوسرے روز جب لبید کا وہاں سے گزر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے اشعار کے مقابل چند کلمات بیت اللہ کے دروازے پر آویزاں ہیں۔ اسے اس جرات پر حیرت ہوئی وہ آگے بڑھا قریب آیا اور غور سے ان کلمات کو دیکھا قرآن پاک کی آیات پڑھیں اور بے اختیار بول اٹھا کہ ''یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا''، بس اسی وقت حلقہ بگوش اسلام ہو گیا اور شاعری کو خیر آباد کہہ دیا۔

طفیل بن عمرو دوسی یہ بھی ایک مشہور شاعر تھے وہ اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب میں مکہ میں گیا تو وڈیروں نے میرے کان بھرے اور کہا کہ ''محمد (ﷺ)'' سے بچ

کے رہنا۔ جب میں حرم میں پہنچا تو وہاں آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے میرے کان میں بھی ان کے چند جملے پڑ گئے میں نے اچھا محسوس کیا اور دل میں اپنے آپ کو کہنے لگا کہ میں بھی شاعر ہوں اور جوان مرد ہوں عقل رکھتا ہوں بچہ تو نہیں کہ غلط صحیح کی تمیز نہ کر سکوں۔ اس شخص سے ملنا تو چاہیے چنانچہ میں ان کے پیچھے ان کے مکان تک جا پہنچا اور اپنی ساری کیفیت بیان کی اور عرض کیا کہ آپ ﷺ ذرا تفصیل سے بتائیں کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے میری اس بات کے جواب میں قرآن پاک کا کچھ حصہ سنایا اور میں اتنا متاثر ہوا کہ اسی وقت ایمان لے آیا اور واپس جا کر اپنے باپ اور بیوی کو بھی مسلمان کیا اور پھر اپنے قبیلے اور اپنی قوم میں ساری زندگی مسلسل تبلیغ کرتا رہا۔

ہمارا کچن

گوشت اور سبزی کا سوپ:

اشیاء

بکری کا گوشت	ایک کلو (چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرلیں)
گاجر	دو (لمبائی میں باریک باریک کاٹ لیں)
شلجم ایک	(کاٹ لیں)
پیاز،	درمیانی دو (کاٹ لیں)
مٹر ایک پیالی	
لہسن	چار جوئے (کاٹ لیں)
ادرک ایک ٹکڑا	(کاٹ لیں)
نمک	ایک چائے کا چمچ
کالی مرچ	ایک چائے کا چمچ
دار چینی ایک ٹکڑا	(ثابت)
کارن فلور	ایک سے دو چائے کے چمچ
مکھن	ایک چائے کا چمچ

ترکیب: گوشت، سبزی، لہسن، ادرک، پیاز، نمک، کالی مرچ اور دار چینی ملالیں اور ان چیزوں سے دوگنا پانی ڈال کر چولہے پر چڑھادیں۔ ایک حصہ پانی رہ جائے تو اتار کر چھلنی میں چھان لیں۔ اب مکھن گرم کریں اور اس میں کارن فلور بھون کر سوپ میں شامل کردیں 5 منٹ پکا کر اتار لیں۔ سوپ تیار ہے۔

گوشۂ ظرافت

ننھی نے اپنی ماں کے سر میں سفید بال دیکھے تو پوچھا امی آپ کے بال سفید کیوں ہیں؟
ماں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا کہ جب تم میرا کہنا نہیں مانتی تو میرا ایک بال سفید ہوجاتا ہے اور جب تم ہوم ورک نہیں کرتی تو دوسرا بال بھی سفید ہوجاتا ہے تم ضد کرتی ہو تو تیسرا بال بھی سفید ہوجاتا ہے یوں یہ سفید ہورہے ہیں۔
ننھی بولی اب میں سمجھی کہ نانی اماں کے سارے بال کیوں سفید ہوگئے ہیں۔

☆☆☆

استاد: بچو! یہ بتلاؤ کہ گرائمر کے لحاظ سے یہ کون سا زمانہ ہے؟ اسٹوڈنٹ نقل کررہے ہیں، تم نقل کررہے ہو وہ نقل کررہا ہے۔
آخری بنچ سے آواز آئی: یہ امتحان کا زمانہ ہے۔

☆☆☆

نعیم: کلیم سے یار میرے ابو تو بہت بزدل ہیں
کلیم: وہ کیسے؟
نعیم: جب بھی سڑک پار کرتے ہیں تو ڈر کے مارے میرا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں۔

☆☆☆

ایک ٹیچر نے کلاس روم میں داخل ہوکر سوال کیا کہ یقین اور وہم میں کیا فرق ہے؟
بچے نے جواب دیا کہ آپ ہم کو پڑھائیں گی یہ یقین ہے اور ہم اس کو توجہ سے سنیں گے یہ وہم ہے

☆☆☆

امی مجھے معاف کردو

امامہ، مری

زبیر کی شادی ہوئی اس کو بیوی سے بہت محبت تھی کچھ دن تو اچھے گزرے اب بیوی کی کام چوری والی طبیعت ظاہر ہونا شروع ہوئی وہ اس کے ماں باپ کی خدمت کو بوجھ سمجھتی تھی کچھ عرصے کے بعد جب اس کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ یہ مجھ سے محبت کرتا ہے تو اس نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ چال چلی کہ ناراض ناراض سے رہنے لگی شوہر سے برداشت نہ ہوا اس نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ کہنے لگی میں تیرے ساتھ اس وقت ٹھیک رہوں گی جب تو مجھے میرے گھر واپس لے جائے اور تم بھی میرے ساتھ رہو۔ میں آپ کے ساتھ تو خوش رہ سکتی ہوں ان بوڑھوں کی خدمت کرنا پڑتی ہے یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔

زبیر نے اپنی اہلیہ کی بات مان لی اور اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر دوسرے شہر میں زندگی گزارنے لگا۔ زبیر کو اس کی ماں اور باپ نے بہت سمجھایا کہ تیرے سوا ہمارا کوئی نہیں ہے مگر زبیر کے سر پر تو محبت کا بھوت سوار تھا اس کو اپنے ماں باپ کی بات سمجھ نہ آئی دن اچھے گزرتے رہے کچھ عرصے بعد زبیر کو سعودی عرب جانے کا موقع مل گیا job اچھی تھی مہینے بعد بیوی کو تنخواہ بھیج دیا کرتا تھا اس دوران اس نے اپنے والدین سے کوئی رابطہ نہ کیا اس کو بیوی نے کہہ رکھا تھا اگر تو ان سے رابطہ رکھے گا تو میں تجھ سے رابطہ ختم کرلوں گی زبیر نے اپنے والدین کو بیوی کے کہنے پر (NEGLECT) کردیا۔ کئی سال گزر گئے ایک مرتبہ یہ طواف کررہا تھا ایک بزرگ بھی طواف کررہے تھے طواف کے بعد یہ بزرگ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے یہاں آکر بارہ حج کیے سینکڑوں عمرے کیے ہیں لیکن میرے دل پر کوئی تالا لگا ہوا ہے میرے دل پر کوئی ظلمت ہے نہ عبادت کرنے کو جی چاہتا ہے نہ کسی اور کام کو۔

ان بزرگوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے کسی کا دل تو نہیں دکھایا تب اس کو ماں باپ یاد

آئے کہنے لگا ہاں! میں بوڑھے ماں باپ کو چھوڑ کر یہاں آیا ہوں اور میں سمجھا کہ میرے حجوں اور عمروں سے وہ سارے گناہ دھل جائیں گے بزرگ نے کہا کہ مزید حج کرنے کی ضرورت نہیں جاؤ اور جا کر اپنے والدین سے معافی مانگو۔

زبیر اپنے ملک واپس آیا اپنے والدین کے گاؤں میں گیا بارہ سال کا عرصہ بیت چکا تھا کچھ خبر نہ تھی کہ اس کے ماں باپ کے ساتھ کیا بیتی اس بستی کے کنارے پر ایک آدمی ملا زبیر نے ڈرتے ڈرتے ماں باپ کے بارے میں پوچھا بتانے والا زبیر کو نہ پہچان سکا کہ یہ ان کا بیٹا ہے اس نے زبیر کو بتلایا کہ ''دو میاں بیوی بہت بوڑھے تھے ان کا بیٹا ان کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا بہت تنگی اور عسرت کی زندگی گزاری بالآخر اس بوڑھی عورت کا خاوند فوت ہوگیا اب اکیلی ماں رہ گئی ہے وہ گھر میں اکیلی رہتی ہے پڑوسی رحم کھا کر اس کو کھانا بھیج دیتے ہیں کبھی نہ بھیجیں تو شکر کرکے رات گزار لیتی ہے پھر اس بوڑھی عورت کو فالج ہوگیا اب سنا ہے کہ چند دنوں سے اس کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی ہے بڑھاپے کی وجہ سے نابینا ہوچکی ہے فالج زدہ ہے ہر وقت کسی کو یاد کرکے روتی رہتی ہے دعائیں مانگتی رہتی ہے۔

زبیر اپنے گھر میں آیا دروازہ کھول کر دیکھا کہ ماں بستر پر لیٹی ہوئی ہے ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکی ہے زبیر سوچنے لگا کہ اس نے اپنی ماں کو اس قدر ستایا ہے کہ وہ اس سے کہے گی دفعہ ہو جا میں تمہیں کبھی معاف نہیں کرتی لیکن جب زبیر کے پاؤں کی آہٹ ماں نے سنی تو پوچھنے لگی، کون ہے؟ اس نے بتایا کہ میں زبیر ہوں آپ کا بیٹا زبیر۔ ماں کی آنکھوں میں آنسو آگئے بیٹے تو نے بہت انتظار کروایا میں اس گھر میں اکیلی مصیبتوں کی ماری لیٹی ہوں دل کی آخری تمنا تھی تم آجاتے بیٹے میں تمہاری شکل تو نہیں دیکھ سکتی تمہاری آواز تو سن سکتی ہوں بیٹا تمہارا چہرہ کہاں ہے؟ مجھے ہاتھ لگانے دو، بیٹے قریب آؤ میرے سینے سے لگ جاؤ۔ زبیر نے جب ماں کے یہ الفاظ سنے اور یہ رویہ دیکھا تو بہت نادم ہوا اور عہد کیا کہ اب میں بقیہ زندگی اپنی ماں کی خدمت کے لیے وقف کرتا ہوں زبیر کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔ امی مجھے معاف کردو! امی مجھے معاف کردو!